جناب میاں غلام قادر

ادبیات:

محرکات دیوانِ شرق وغرب

یوحان وُلف گانگ خان گوئٹے نے یوں تو شٹراس برگ میں اپنی تعلیم وتربیت کے دوران جرمن دانشور ہرڈر سے مشرقی اثرات قبول کئے۔ مگر ان کی زندگی میں تین ایسے اہم واقعات پیش آئے جنہوں نے ان کی توجہ پوری طرح مشرقی طور اطوار اور تہذیب وتمدن کی طرف مبذول کی۔ پہلا واقعہ اس وقت پیش آیا جب وائمر کے چند سپاہی جو سپین کی مہمات میں حصہ لے چکے تھے گوئٹے کے لئے عربی زبان میں تحریر ایک مخطوطہ لائے۔ تاریخ کے مطالعہ سے انہیں یہ تو معلوم تھا کہ اسلامی تہذیب عربوں کی سپین میں آمد سے کیسے وہاں سے پھیل کر پورے یورپ کو مالا مال کر چکی تھی۔ اس قلمی نسخے سے ان کا اشتیاق اور بڑھا اور انہوں نے اپنے ایک شناسا **Eichstdedt** کی مدد سے اس کا جرمن ترجمہ اور تفسیر معلوم کی اور پھر تجسس میں اس قدر اضافہ ہوا کہ اس کے عربی متن کو بار بار اپنے ہاتھ سے لکھنے کی کوشش کی۔ اس ورق پر دراصل کلام مجید کی سورۃ الناس درج تھی:

''کہو میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب، انسانوں کے بادشاہ، انسانوں کے حقیقی معبود کی اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے، جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔''

یہ سورۂ مبارکہ چونکہ اس وقت کے وائمر کے حالات سے بے حد مطابقت رکھتی تھی جب مغرب میں نپولین ہر طرف برسرپیکار تھا اور وائمر میں فرانسیسی، روسی، جرمن اور آسٹریا کی افواج تعینات تھیں گوئٹے پر اس کا بڑا اثر ہوا اور انہوں نے اسے حرز جان بنالیا۔

دوسرا واقعہ ۱۸۱۴ء میں پیش آیا جب روسی فوجیں وائمر میں موجود تھیں اور ایک مسلم روسی فوجی کی نماز جنازہ پڑھائی جارہی تھی۔ ایک دانشور کی حیثیت سے چونکہ گوئٹے کی شخصیت جانی پہچانی تھی اس لئے قدردانی کے طور پر ایک منگول نوجوان نے انہیں تیر کمان کا تحفہ پیش کیا۔ گوئٹے نے گھر آ کر بہت سوچ بچار کے بعد اسے اپنی خواب گاہ کی انگیٹھی پر سجایا مگر اس تیر کمان نے ان کی راتوں کی نیندیں غارت کر دیں۔ انہیں بار بار تیموری لشکریوں کی یلغاریں یاد آنے لگیں جن کے نتائج بے حد خوفناک تھے اور گوئٹے اس فکر میں مبتلا ہوئے کہ فرانس کی متوقع شکست کے بعد جو کہ یورپ میں آزادی اور باہمی مفاہمت کا پرانا علمبردار تھا کہیں یہی منگول فاتح بن کر مغربی تہذیب کے لئے خطرہ نہ بن جائیں۔

تیسرا اور قدرے خوشگوار واقعہ اس وقت پیش آیا جب ۱۸۱۲ء میں فان ہامر نے خواجہ شمس الدین حافظ کے دیوان کا مکمل جرمن ترجمہ شائع کیا۔ یہ ترجمہ ۱۸۱۴ء میں گوئٹے کے زیر مطالعہ آیا اور ان کی گویا دنیا ہی بدل گئی۔ ان کی شاعری خواجہ حافظ کے رنگ میں رنگی گئی اور وہ خود کو بھی ''بلبل شیراز'' اور شیراز کو اپنا ''شہر آرزو'' سمجھنے لگے۔ وہ شمال ۔جنوب اور مغرب کی بے ثمر زندگی سے بیزار ہو کر مشرق کی طرف لپکے مگر یہ مشرق بدھ مت یا ویدوں کی سرزمین قطعاً نہ تھی۔ یہ خواجہ حافظؒ کا جیتا جاگتا شیراز تھا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ۱۸۰۸ء میں جب گوئٹے کے ایک ہم عصر فریدرس شلیگل نے ''ہندیوں کی زبان اور دانش'' کے بارے میں ایک کتاب شائع کی تو گوئٹے پر اس کتاب کا الٹا اثر ہوا۔ انہوں نے کھل کر شلیگل کی مخالفت کی اور ہندومت اور بدھ مت سے بے زاری کا اظہار کیا۔ انہوں نے دلیلیں دے کر کہا کہ اگر انسانی نجات کا دارومدار دنیاوی راحتوں اور مسرتوں سے کنارہ کشی اور گوشہ نشینی پر ہے تو خالقِ کائنات نے پھر یہ حسین کائنات کیوں تخلیق کی؟

شاعر المانوی گوئٹے کی یہ دلی خواہش تھی کہ وہ اپنے ''دیوان شرق وغرب'' کے توسط سے مغرب و مشرق کو قریب تر لائیں۔ مشرقی ادبیات اور خاص کر دیوان حافظ کا مطالعہ کرنے کے بعد گوئٹے نے اس حقیقت کا اچھی طرح ادراک کر لیا تھا کہ مشرق و مغرب کی یہ تفریق بالکل غیر فطری ہے اور انسانیت کی فلاح اس راز میں مضمر ہے کہ مشرق و مغرب اپنی انفرادیت برقرار رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے طور طریقوں کو سمجھیں اور باہم قریب آئیں۔

''دیوان شرق وغرب'' کی افتتاحی تقریب میں جو ۱۶ مارچ ۲۰۰۲ء کو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں منعقد کی گئی۔ یہی بات مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین اور معروف دانشور پروفیسر فتح محمد ملک نے کہی کہ دیوان شرق وغرب کی اشاعت ان دنوں جتنی ضروری تھی شاید اس سے پہلے نہ تھی کیونکہ آج عالمی سطح پر متضاد تہذیبوں کی باتیں ہو رہی ہیں جبکہ گوئٹے کے West - Oestlicher دیوان کا یہ نثری ترجمہ مغرب کو اسلامی تہذیب سے روشناس کرانے میں بڑا مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ گوئٹے عاشقِ رسولؐ تھا اور اسلام کی تعلیمات سے بے حد متاثر تھا۔ اس نے یہودیت ۔عیسائیت اور اسلام کا گہرا مطالعہ کیا اور اپنے مطالعے کے بل بوتے پر اسلام کا اس حد تک قائل ہوا

(James Boyd, Notes to Geothe's Poems Vol II 1958).

آپ اپنے مضامین ''الحق'' میں شائع کرنے کے لئے اس ای میل ایڈریس پر بھیج سکتے ہیں:
editor_alhaq@yahoo.com